

قرآن پر ظلم

مولانا امام علی دانش

ناشر:
عظیم بکڈپو دیوبند
(یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ الخ

بعض یہودی کلموں کو انکی جگہوں سے بدل دیتے ہیں

قرآن پر ظلم

مصنفہ

حضرت مولانا امام علی صاحب دانش قاسمی مدظلہ

ناشر

عظیم بکڈپو دیوبند یوپی

شمیم اختر قاسمی ۶۹۵

نام کتاب ---------- قرآن پر ظلم
مصنفہ ---------- مولانا امام علی صاحب دانش
صدر المدرسین ادارہ محمودیہ لکھیم پور، یوپی
کتابت ---------- محمد شمیم اختر قاسمی
ناشر ---------- عظیم بکڈپو دیوبند
طباعت ---------- آفسیٹ

ملنے کے پتے

عظیم بکڈپو دیوبند سہارنپور یوپی

مکتبہ دانش محمدی لکھیم پور یوپی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ———— امّا بعد

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں سکون و راحت اور آخرت میں نجات و مغفرت حاصل کرنے کا ذریعہ اُس دین کی پیروی ہے جسے اللہ کے آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا اور یہ بھی معلوم ہے کہ دین کی بنیاد قرآن مجید اور سنتِ رسول اللہ پر ہے، اور کتاب و سنت کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کا راستہ وہی ہے جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور دین کے اماموں نے قولی و عملی طور پر امت کے سامنے پیش فرما دیا ہے اور جس پر چلنے والی اہلِ حق کی ایک جماعت ہمیشہ رہی ہے اور رہے گی۔

اس کے ساتھ ہی یہ بات ایک تکلیف دہ اور افسوسناک حقیقت ہے کہ ہر زمانہ میں اپنے کو مسلمان کہنے والوں میں ایسے گمراہ لوگ بھی پیدا ہوتے رہے ہیں اور آج بھی ہیں جو زبان۔ سے کتاب و سنت کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہیں مگر اپنی طرف کچھ عقیدے اور احکام نکال لیتے ہیں، پھر انہیں ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی غلط تفسیر اور حدیثوں کی مہمل تاویل کرتے ہیں، ایسے ہی گمراہ فرقوں میں سے نام نہاد "بریلوی مکتب فکر" کے لوگ ہیں، جو اپنے کو اہلِ سنت حنفی کہتے ہیں مگر عقیدۂ توحید میں شرک اور عقیدۂ رسالت میں بدعت شامل کرنے پر اپنی زبان و قلم کی قوتیں خرچ کرکے خدا کی مخلوق کو گمراہ کر رہے ہیں

ان کی تردید میں کتاب ،، حق پر کون ہے ،، شائع کی گئی ہے جس میں یہ وعدہ بھی کیا گیا ہے کہ بریلویوں کے امام مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ترجمہ قرآن میں جو غلطیاں کی ہیں ان کو بھی ایک رسالہ میں واضح کیا جائے گا، اسی وعدہ کو اس رسالہ کے ذریعہ پورا کیا جا رہا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رسالہ کو بھی اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دین برحق کی نصرت کا ذریعہ بنائے اور مخلوق کو گمراہ کرنے والوں کے مکر و فریب سے محفوظ فرمائے۔ آمین

امام علی قاسمی
صدر المدرسین ادارہ محمودیہ محمدی
۵ر شوال ۱۳۹۳ھ

ضمیمہ

بریلوی علماء کی قرآن فہمی سے محرومی کے

چند نئے نمونے

جو لوگ قرآن مجید پر ظلم کرتے ہوئے اسکے پیغام توحید کو ٹھکرا کر خود ساختہ عقائد و نظریات ترجمہ و تفسیر قرآن میں شامل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ قرآن فہمی کے ذوق سلیم سے محروم کر دئے جاتے ہیں اور ایسے باطل پرستوں کی تفسیروں کو مقبولیت حاصل نہیں ہوتی، ترجمہ رضویہ و تفسیر نعیمیہ کو بھی اسی وجہ سے امت مسلمہ نے قبول نہیں کیا اس محرومی کا اقرار بریلوی اعلیٰ حضرت کے عقیدت مند پروفیسر مسعود احمد صاحب نے اپنی کتاب ,, فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" کے اندر لکھتے ہیں، ساٹھ سال ہوئے ہیں کہ فاضلِ بریلوی نے قرآن مجید کا جیتیا جاگتا اردو ترجمہ پیش کیا ضرورت تھی کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کیجاتی مگر نہ معلوم کیوں یہ اپنی سست رفتاری سے چلا کہ بعد والے آگے بڑھ گئے

(صفحہ ۲۱ بحوالہ فاران کراچی)

نہ معلوم کیوں کا جواب اوپر عرض کر دیا کہ جب وہ ترجمہ عنداللہ مقبول ہی نہیں ہے تو اسے امتِ مسلمہ میں قبولیت عمومی و خصوصی کا شرف کیسے حاصل ہوتا؟ بریلوی علماء کی قرآن فہمی کے ذوق سلیم سے محرومی کے چند نمونے پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

پہلا نمونہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی

قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ (الصف) — نہ کرو جن پر اللہ کا غضب ہے وہ آخرت سے آس توڑ بیٹھے ہیں جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے (ترجمہ رضویہ ص۶۵۶)

اس کی تفسیر کرتے ہوئے مولوی نعیم الدین لکھتے ہیں، حاشیہ ۲۱، پھر دنیا میں واپس آنے کی یا یہ معنی ہیں کہ یہود ثواب آخرت سے ایسے ناامید ہوئے جیسے کہ مرے ہوئے کافر اپنی قبروں میں اپنے حال کو جان کر ثواب آخرت سے بالکل مایوس ہیں۔

اس ترجمہ و تفسیر میں (من) بیانیہ مراد لے کر صحیح مفہوم بیان کیا ہے کہ کافر لوگ مرنے کے بعد قبروں میں پہونچ کر وہاں کے دردناک عذاب میں مبتلا ہو کر ناامید ہو چکے ہیں، اب دنیا میں واپس آنے سے مایوس ہونا مراد لیا جائے یا آخرت کے ثواب سے مایوس ہونا سمجھا جائے دونوں مفہوم ممکن ہیں اس آیت سماع موتیٰ (مردوں کے سننے) اور استمداد عن اہل القبور (قبر والوں سے مدد مانگنے) کے مسئلوں سے کوئی تعلق نہیں ہے نہ کہ مفسر نے سمجھا، مگر بقول خود سیف بنارس مولانا ابوالرضا محمد لقمان قادری نوری مصطفوی خطیب مسجد اقصیٰ بنارس یہ عجیب نقطہ لکھتے ہیں کہ وہ یہ ہے ان کافروں کی حالت جو قبر والوں سے ناامید ہو چکے تھے اور گمان کرتے تھے کہ اہل قبور دیکھتے سنتے نہیں مگر کفار کا یہ زعم بالکل باطل و بے بنیاد ہے بلکہ اہل قبور اپنے زائرین کو دیکھتے اور انکے کلام و سلام کو سنتے سمجھتے ہیں۔ (نفحات اولیاء صلے مصدقہ مولانا مصطفیٰ رضا ابن اعلیٰ حضرت بریلوی)۔

آپ دیکھ رہے ہیں بنارس کی مسجد اقصیٰ کے خطیب کی تفسیر قرآن مجید سے جہالت کہ وہ آیت بالا میں قبر پرستی کی تائید کے لئے گنجائش نکال رہے ہیں اور سماع موتیٰ جو صحابہ کرام رضہ کے زمانہ سے اختلافی مسئلہ ہے اسے ثابت کر رہے ہیں یہ قرآن مجید کی معنوی تحریف ہے جسے جہل مرکب یا بدعقیدگی کے علاوہ اور کیا

کہا جاسکتا ہے؟ کہ جو مفہوم بریلوں کے مفسرِ اعظم نہ سمجھے وہ ان کے خطیب و مفتی نکالکر قرآن مجید پر ظلم عظیم کر رہے ہیں، یا للعجب۔

دوسرا نمونہ ،،شریعت یا جہالت،، میں حقانی صاحب نے شریعت اسلام کی اصطلاح کے اعتبار سے ،، علم غیب،، کو اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ثابت کرنے کے لئے چند آیتوں کو بھی استدلال میں پیش کیا ہے بریلوی علامہ ارشد القادری نے اپنی ،،شریعت،، نامی کتابچہ میں حقانی صاحب کی تردید کرتے ہوئے پہلے تو یہ لکھا،، انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو علم غیب ہم مانتے ہیں وہ عطائی ہے، یعنی خدا کے عطا سے ہے لیکن انہوں نے ان تمام آیتوں کو جن میں مخلوق کے لئے علم غیب ذاتی کی نفی ہے غیب علم عطائی کے انکار میں پیش کیا ہے اس طرح انہوں نے حقیقت کو چھپا کر آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے ،، (شریعت ص۲۷)

یہ وہی ذاتی عطائی کے فرق کا نسخۂ شفا ہے جو ان کے اعلیٰ حضرت بتلا گئے ہیں مگر قادری صاحب اتنے ہی پر بس کرتے تو اپنی جماعت میں امتیازی مقام کیسے حاصل کرتے آگے تحریر کرتے ہیں۔

نزولِ قرآن کے وقت کاہنوں کے متعلق اہل عرب کا عقیدہ تھا کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں، اسی عقیدہ کی تردید میں قرآن نے متعدد مقام پر کہا ہے کہ علم غیب کی بات سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا لیکن یہ کتنا بڑا فریب ہے کہ انہوں نے ان تمام آیتوں کو جن میں کاہنوں اور رمالوں کی غیب دانی کا انکار ہے رسول ؐ پر منطبق کردیا ہے کاہنوں کے متعلق تو یہ عقیدہ اس لئے غلط ہے کہ خدا نے انہیں یہ علم عطا ہی نہیں کیا ہے لیکن رسول کو تو خدا نے یہ علم عطا کیا ہے (شریعت ص۲۸)

ان دونوں عبارتوں میں تضاد بھی ہے، اور قرآن فہمی سے ناواقفی کا ثبوت بھی۔ تضاد یہ ہے پہلے تو یہ تبلایا کہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو غیب ذاتی حاصل نہ ہونے کا آیتوں میں انکار کیا گیا ہے، پھر خود یہ لکھا کہ کاہنوں کے متعلق

اہل عرب کا جو عقیدہ تھا اُس کی تردید آیتوں میں کی گئی ہے اور کاہنوں کے متعلق اہل عرب ذاتی علم غیب رکھنے کا عقیدہ نہیں رکھتے تھے عطائی علم غیب رکھنے کے قائل تھے۔ اب یہ تضاد بیان نہیں ہے تو کیا ہے کہ پہلے ذاتی علم غیب کی نفی آیتوں سے مراد لی اور پھر عطائی علم غیب کے کاہنوں میں نہ ہونے کا ثبوت آیتوں میں تبلایا، اور قرآن فہمی سے پہلی جہالت یہ ظاہر کردی کہ خود ہی اقرار کیا کہ قرآن نے متعدد مقام پر کہا ہے کہ غیب کی بات سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا پھر خدا کے سوا سے مراد صرف کاہنوں اور رمالوں کو لے لیا یہ ایسا ہی ہے کہ کوئی کہے قرآن نے متعدد مقام پر کہا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں پھر کہنے لگے اہل عرب جن بتوں کو پوجتے تھے ان کے معبود ہونے کی نفی کی گئی ہے دنیا بھر کے تمام اشخاص و اصنام جن جن کی پرستش کی جاتی ہے ان کی عبادت کی نفی مراد نہیں ہے، ظالم کو یہ بھی نہیں معلوم کہ خدا کے سوا میں انبیاء و اولیا سب داخل ہیں ان بزرگوں کے مقامات و مراتب بیشک بلند ہیں مگر یہ نہ معبود ہیں نہ عالم الغیب والشہادہ ہیں۔ نہ عالم ماکان و مایکون ہیں (جو ہوچکا اور جو ہوگا اس تمام کا جاننے والا خدا کے سوا کوئی نہیں ہے)۔

دوسری جہالت جو بدترین شقاوت بھی ہے یہ ظاہر کردی کہ خدا کے سوا دوسرے میں علم غیب نہ ہونے کا ذکر قرآن مجید میں صرف اجمالی نہیں ہے بلکہ صاف طور پر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ (جزء الانعام)

اے پیغمبر آپ فرمائیے میں تم سے نہیں کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔

سورہ اعراف میں یہ مضمون بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

اللہ تعالیٰ نے بیان کروایا کہ آپ فرمائیں کہ اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا مجھے کبھی تکلیف نہ پہونچتی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آئندہ ہونے والے تمام واقعات کی خبر نہیں دی اور (نہ منصب نبوت کے لئے اس کی ضرورت تھی) بلکہ نبوت ورسالت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے جتنے علوم کی ضرورت تھی وہ سب عطا فرمائے۔ جسے اطلاع علی الغیب کہتے ہیں۔ ماکان ومیا یکون کا علم ہونا نہیں کہتے ہیں یہاں پر قادری صاحب کی یہ فریب ذہنی مغالطہ بازی اور اگر عمداً ایسا کیا ہے تو ظلم وشقاوت اور رسول دشمنی کھل کر سامنے آگئی کہ انہوں نے خدا کے سوا دوسرے کے علم غیب نہ جاننے کی آیتوں کے بارے میں تبلایا کہ وہ کاہنوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جبکہ ان میں سے بعض آیتوں میں صاف طور سے اپنی ذات گرامی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم غیب کی نفی کی ہے، خدا کی پناہ ہزار بار پناہ خدا کے مقرب ترین اور برگزیدہ پیغمبر کو کاہنوں کی صف میں شامل کر دینا کیا بارگاہ رسالت میں بدترین گستاخی نہیں ہے، اور ایسے گستاخوں کو علوم نبوت سے محروم نہیں کیا جائے گا پھر کسے کیا جائے گا۔

انہیں کے الفاظ میں آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ جو رسول اور کاہن کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے وہ اپنے وقت کا کتنا بڑا اشقی ہے۔

تیسرا نمونہ

قرآن کمپنی بریلوی شریف کا شائع کردہ ترجمہ رضویہ وتفسیر نعیمی میرے سامنے ہے جو ان کے مفتی اعظم کا مصدقہ ہے اس میں مضامین قرآنی کی ایک فہرست ہے، یہ فہرست کتب خانہ اشاعت الاسلام دہلی کے شائع شدہ ترجمہ رضویہ کے آغاز میں بھی اور پاکستانی ناشروں نے بھی چھپوائی ہے، یہ فہرست معلوم ہوا ہے مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی نے مرتب کی ہے جو بریلوی فرقہ کے ممتاز عالم تھے اس کا ایک عنوان ہے

محبوبانِ خدا دور سے سنتے دیکھتے اور مدد کرتے ہیں،، اس کے نتیجے میں یہ آیت بھی لکھی ہے، اِنَّہٗ یَرٰکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ جبکہ یہ آیت شیطان کے بارے میں ہے، مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔

اے آدم کی اولاد خبردار تمہیں شیطان فتنہ میں ڈالے جیسا تمہارے ماں باپ کو بہشت سے نکالا اتروا دیئے ان کے لباس کہ ان کی شرم کی چیزیں انہیں نظر پڑیں بے شک وہ اور اس کا کنبہ تمہیں وہاں سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے بے شک ہم نے شیطان کو اُن کا دوست کیا ہے جو ایمان نہیں لاتے،، حواشی نعیمیہ میں ہے حاشیہ ص۳ حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر شیطان ایسا ہے کہ وہ تمہیں دیکھتا ہے تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو تم ایسے سے مدد چاہو جو اس کو دیکھتا ہے اور وہ اسے نہیں دیکھ سکتے، یعنی اللہ کریم، ستار، غفار سے مدد چاہو۔ (ص ۱۲۸ اعراف)

اب سوال یہ ہے کیا شیطان بھی محبوب خدا ہے جو اس کے متعلق آیت کو محبوبانِ خدا کے عنوان کے نیچے ذکر کیا ہے۔ یہ سوال میں نے کئی بریلوی فضلاء سے دریافت کیا مگر ہر ایک نے یہ کہہ کر جان چھڑائی اس فہرست کے ہم ذمہ دار نہیں ہیں اس ذمہ داری سے برائت کا اعلان ہی چھاپ دیجئے آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ (اس فہرست میں آیتیں بھی غلط چھپی ہیں)

چوتھا نمونہ اس فہرست کا ایک عنوان ہے ،، یغوث اور یعوق وغیرہ گمراہ گی بت تھے نہ کہ اولیاء،،

اس کے نیچے ولا یغوث ویعوق الخ آیت لکھی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جو بخاری شریف کی روایت میں ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضؓ نے فرمایا یہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بزرگوں کے نام تھے جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان قوم کے لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ جہاں یہ لوگ بیٹھے تھے وہاں کچھ نشان

کھڑے کرلو اور ان کے نام ان بزرگوں کے نام پر رکھ لو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسوقت تو ان کی عبادت نہیں ہوئی مگر جب یہ لوگ مر گئے اور علم جاتا رہا تو ان کی عبادت ہونے لگی۔ (عربی سے ترجمہ) اور مشہور ممتاز مفسر علامہ ابن کثیر رح نے البدایہ والنہایہ صفحہ ۱۰۶ پر پوری سند سے نقل کیا ہے کہ ,, وَدّ ایک مرد صالح تھا جو اپنی قوم میں محبوب تھا جب وہ مر گیا تو اسکی قبر کے گرد لوگ گھومنے لگے،، علامہ بیان کرتے ہیں کہ ,, یہاں تک کہ لوگوں نے اسے معبود بنالیا اور اللہ کے سوا اسے پوجنے لگے،، پھر علامہ فرماتے ہیں ,,اس سیاق عبارت سے یہ بات نکلی ہے کہ اس طرح کے تمام بت انسانوں کے گروہ سے تھے (عربی سے ترجمہ) حضرت شاہ ولی اللہ علیہ رح محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ ,, اور میرے نزدیک حق بات یہ ہے کہ قبر اور اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کی عبادت گاہ اور کوہ طور سب کے سب ممنوع ہونے میں برابر ہیں۔

واللہ اعلم۔ (صفحہ ۲۸۰ ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ)

غرضیکہ قوم نوح کے بت پہلے زمانہ کے بزرگوں کے نام پر بنائے گئے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگ پرستی کی انتہا بت پرستی پر ہوتی ہے، بریلوی علماء چونکہ بزرگ پرستی کے مرض میں مبتلا ہیں اس لئے بت پرستی کی اصل بزرگ پرستی کو تسلیم کرنے سے کترا رہے ہیں جو کہ امر واقع ہے۔ اس وقت صرف یہ چار نمونے پیش کئے۔ اس قسم کی ناروا حرکتوں کے مجدد بھی ان کے اعلیٰ حضرت ہیں جنہوں نے قرآنی بیان کا کہ (دو دن میں ساتوں آسمان پیدا ہوئے) چار دن میں پیدا ہونے کا دعویٰ کرکے انکار کیا ہے،، اور قرآن مجید میں رسولوں کی شہادت کا ذکر ہے مگر فاضل بریلوی اس کے منکر ہیں، اس کی تفصیل میں نے اپنی دوسری تصنیفات میں کردی ہے اس لئے یہاں اتنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

ولحمد للہ اولہ وآخرہ

امام علی عفی عنہ ۱۵ ۱۲/۱۴۰۲ ھ

قرآن مجید سمجھنے کا صحیح طریقہ

قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے بہت سے علوم کی ضرورت ہے جنہیں تفسیر لکھنے والے علماء نے بیان فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ محمود آلوسی بغدادی صاحب روح المعانی رح نے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے

تفسیر میں جن علوم کی ضرورت ہے وہ یہ ہیں:

۱ علم لغت۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ لفظوں کے مفرد وجمع اور تغیر وتبدل کو سمجھا جاسکتا ہے جسے اس علم میں مہارت نہ ہو وہ لفظ کے مشترک ہونے کی صورت میں ایک معنی جانتا ہو اور مراد دوسرے معنیٰ ہوں، اس لئے جو شخص لغات عرب کا عالم نہ ہو اس کے لئے تفسیر کرنا حلال نہیں ہے۔

۲ کلمات عرب کی ہیئت وترکیب سے واقفیت جسے علم نحو وصرف کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے۔

۳ علم معانی وبیان وبدیع، یہ صحیح مفہوم کی تعیین اور کلام کے حسن وقبح کی معرفت کا ذریعہ ہے۔

۴ علم حدیث، جس کے ذریعہ مبہم کی تعیین اور مجمل کی وضاحت شانِ نزول اور ناسخ ومنسوخ کو جانا جاتا ہے۔

۵ علم فقہ واصول فقہ، جس کے ذریعہ عام وخواص اور مطلق ومقید اور امر ونہی وغیرہ مراد کی تعیین ہوتی ہے۔

۶ علم کلام، جس کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات اور نبوت ورسالت کے عقیدہ کی وضاحت اور مبداء ومعاد کی حیثیت

علوم ہوتی ہے

⑦ علم تجوید، قرات، تاکہ قرآن مجید کے الفاظ و حروف کی صحیح ادائیگی ہو سکے۔

⑧ اللہ تعالیٰ کا بخشا ہوا مخصوص قرآن فہمی کا ذوق جو تقویٰ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وغیرہ۔

ترجمہ اخذ و تلخیص از روح المعانی ص۵ جلد اول۔
ان شرطوں کو جو شخص پورا نہ کر سکے وہ مفسر نہیں بن سکتا

قرآن مجید سمجھنے کا غلط طریقہ

قرآن مجید سمجھنے کا غلط طریقہ یہ ہے کہ اوپر ذکر کی ہوئی شرطیں کسی کے اندر موجود نہ ہوں، اور صرف ترجمہ کی مدد سے مفسر بن جائے اور اپنی طرف سے مطلب نکالنے لگے یا شرطیں اس شخص کے اندر موجود ہیں مگر وہ اپنے غلط عقیدہ و نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے شرطوں کی مخالفت کرے۔ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں ,, جو شخص قرآن مجید کے مفہوم میں ایسا قول بیان فرمائے جو اسکے خواہش کے موافق ہو ایسے طریقے سے اپنے ذاتی مذہب و مسلک کو اصلی قرار دے اور تفسیر کو اس کے تابع کر دے۔ ایسی حرکت کرنے والا بہر حال غلطی پر ہے۔ اس کو تفسیر بالرائے کہتے ہیں جو حرام ہے اور جس پر حدیثوں میں وعیدیں آئی ہیں۔

غلط تفسیر کرنے والوں کو وعید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کہا

اس نے اگر صحیح کہا پھر بھی غلطی کی،، دوسری حدیث میں ہے ،، جس نے بغیر علم قرآن کے مفہوم میں کچھ کہا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے ،، اس روایت کو بعض حضرات نے ان لفظوں میں صحیح کہا ہے ،، جس نے قرآن میں ایسا قول کہا کہ جانتا ہے کہ حق اس کے خلاف ہے اسے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالینا چاہئے۔ ان روایتوں میں غلط تفسیر کرنے پر وعیدیں آئی ہیں ان کو جانتے ہوئے بھی جو شخص غلط مفہوم بیان کرنے کی کوشش کرے اسے اپنے بارے میں خود فیصلہ کر لینا چاہئے کہ وہ کتنی بڑی سزا کا مستحق ہے۔

مولانا احمد رضا خاں اور تفسیر بالرائے

خان صاحب کو وہ تمام علوم جن کی ایک مفسر کو ضرورت ہے، حاصل تھے یا نہیں، ہمیں اس سے کوئی بحث نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے اندر مفسر ہونے کی وہ تمام شرطیں پائی جاتی ہوں مگر انکے ترجمے کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا کہ انہوں نے اپنے ذاتی اعتقاد و نظریہ کو اصل قرار دے کر ترجمہ کیا ہے اور جو کمی رہ گئی تھی اسے ان کے معتقد مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے حاشیہ چڑھا کر پوری کر دی ہے۔

ترجمہ رضویہ اور تفسیر نعیمیہ کی بنیادی خامی

اس ترجمہ و تفسیر کی بنیادی خامی یہی ہے کہ مولوی احمد رضا خاں اور مولوی نعیم الدین نے قرآن مجید کے اس ترجمہ و مفہوم کو نظر انداز کر دیا ہے جسے مستند مفسرین لکھتے آئے ہیں ایسا انہوں نے کیوں کیا وہ جانیں، یا ان کی

...دی کرنے والے خوش فہم لوگ جانیں نیت پر حملہ کئے بغیر اگر ان کی عبارت کو
...اد بنایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے خود ساختہ عقائد و
...ریات و احکام کو ثابت کرنے کے لئے تمام معتبر مفسّرین کی تفسیروں سے
...نھیں بند کر لی ہیں اور لکھتے چلے گئے۔ وَالعلم عند اللہ وھو یعلم الغیب
...س اجمال کی کچھ تفصیل حاضر خدمت ہے۔

ترجمہ میں کھلی بد نیتی

قرآن مجید پارہ ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۶ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ ...یہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ۝ وَّدَاعِيًا ...لَى اللّٰهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ۝

ترجمہ: اے غیب کی چیزوں کی خبر بتانے والے نبی، بے شک ہم نے ...ہیں بھیجا، حاضر و ناظر، اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، اور اللہ کی طرف ...س کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

(ترجمہ رضویہ ص ۵۰۳ مطبوعہ ادارہ الفلاح)

اس ترجمہ میں لفظ "شاہد" کا ترجمہ "حاضر و ناظر" لکھا ہے، جب کہ یہ تمام ...فسّرین کی تفسیر کے خلاف ہے

شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ

یہ ترجمہ دیو بند و بریلی کے مدرسہ سے قائم ہونے سے بہت پہلے کا ہے ...س کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر لفظ کا ترجمہ اس کے نیچے لکھا ہے شاہ صاحب رح ...ن آیات کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

اے نبی ہم نے بھیجا ہے تجھکو گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور پکارنے والا طرف اللہ کے ساتھ حکم اس کے کے اور چراغ روشن

(ص۵۷۳، مطبوعہ لاہور)

اس ترجمہ میں شاہد کو گواہ کے معنی میں لیا ہے۔

شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلویؒ کا ترجمہ

اردو کے تمام ترجموں میں سب سے زیادہ مستند اور سب کی بنیادی ترجمہ ہے، اس لئے بعض علماء الہامی بتاتے ہیں، شاہ صاحبؒ نے آیات مذکورہ کے ترجمہ میں فرمایا ہے۔

اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوشی سنانے والا اور ڈرانے اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چراغ چمکتا۔

(ص۳۸۳ مطبوعہ مدینہ بکڈپو دہلی)

شاہ صاحبؒ نے بھی "شاہد" کا ترجمہ حاظر وناظر نہیں کیا ہے بلکہ گواہ کے مرادف "بتانے والا" ترجمہ کرکے یہ سمجھایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس معنی میں گواہ ہیں کہ آپ سیدھا راستہ بتاتے ہیں۔

ان دو اردو ترجموں کے علاوہ مندرجہ ذیل مفسّروں کی تفسیر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ "شاہد" کا ترجمہ حاضر و ناظر مُراد نہیں ہے بلکہ آیت میں شاہد کا ترجمہ گواہی ہے۔

علامہ ابن کثیرؒ کی تفسیر

تفسیر ابن کثیر میں فرماتے ہیں (شَاهِدًا) ای للّٰہ بالوحدانیت وانہ لااِلٰہ غیرہ وعلی الناس باعمالھم یوم القیامہ وجئنا بك علی ھولاء

شہیدا القولہ تعالیٰ لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا) " شاہدا ، (گواہی دینے والا) یعنی اللہ کے ایک ہونے کی اور اسکی کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور لوگوں پر (گواہی دینے والے) ان کے اعمال کی قیامت کے دن جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے اور ہم آپکو ان پر گواہ بنا کر لائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائیں۔

غور کیجئے، علامہ ابن کثیر رح قرآن مجید کی دوسری آیتوں جہاں لفظ شاہد اور شہید آیا ہے رسول اکرم ﷺ کو گواہ کے معنی میں لے رہے ہیں۔

تفسیر بیضاوی کا قول

تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاہداً علی من بعث الیھم بتصدیقھم وتکذیبھم ونجاتھم وضلالتھم " اے نبی ہم نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا ان لوگوں پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے ہیں ان کی تصدیق وتکذیب اور نجات وگمراہی میں "

تفسیر خازن کا قول

شاھدا علی من بعث علیھم علی تکذیبھم وتصدیقھم ای مقبولا قولک عند اللہ لھم وعلیھم کما یقبل قول الشاھد العدل فی الحکم ۔ " شاہد بنا کر بھیجا ان لوگوں جن کی طرف آپ مبعوث ہیں ان کی تصدیق اور ان کی تکذیب میں یعنی آپکا قول ان کے لئے اور ان کے بارے میں اللہ کے نزدیک مقبول ہے جیسا کہ عادل گواہ کا قول فیصلہ میں مقبول ہوتا ہے۔

اس میں بھی شاہد کا ترجمہ گواہ ہی ہو سکتا ہے

امام نسفی کا ارشاد

مدارک التنزیل میں فرماتے ہیں (شاھدا ای للرسل بالتبلیغ وقیل شاھد علی الخلق شاہد یعنی پیغمبروں کے لئے تبلیغ کے بارے میں اور بعض کا قول ہے مخلوق پر شاہد ہیں،، یہاں بھی شاہد کے معنی گواہ لے رہے ہیں، صاحب جلالین کا قول انا ارسلنک شاھدا علی من ارسلت الیھم یعنی ہم نے آپ کو گواہ بنا کر بھیجا ان پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے۔

قابل غور

مسلمانو! سوچو یہ بلند پایہ مفسرین ،، شاہد،، کے معنی ،،گواہ،، لے رہے ہیں دوسری آیتوں سے مطابقت بھی اسی معنی کے مراد لینے میں ہے ،مگر فاضل بریلوی سب کے خلاف محض اپنے غلط عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر کر رہے ہیں اس لئے جمہور امت کے خلاف کسی ایک شخص کا قول نہیں مانا جا سکتا۔

دوسری آیتوں سے مطابقت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ فتح، سورہ مزمل، سورۂ احزاب میں شاہد، اور سورۂ بقرہ، سورۂ نساء میں شہید کہا گیا ہے۔ اصول تفسیر کا تقاضہ ہے کہ تمام مقامات پر شاہد اور شہید کے ایسے معنی بیان کئے جائیں جو ایک دوسرے کے خلاف نہ ہوں، کیونکہ اللہ کا کلام تضاد سے پاک ہے مگر ترجمہ رضویہ میں سورۂ احزاب اور سورۂ فتح میں شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر لکھا ہے اور سورۂ بقرہ میں شہید کا ترجمہ نگہبان و گواہ لکھا ہے۔ پوری آیت مع ترجمہ پڑھئے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ ترجمہ، اور بات یونہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

(ترجمہ رضویہ)

یہاں شہید کا ترجمہ نگہبان و گواہ ،، لکھا ہے اور شہدا کا ترجمہ صرف ،، گواہ،،
جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نگہبان کا لفظ محض اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے
بڑھایا ہے، ورنہ جب شہید کا ترجمہ گواہ ہو گیا تو پھر نگہبان کس کا ترجمہ ہے
اور بریکٹ کے اندر بھی نہیں ہے کہ اسے توضیح کہا جائے پھر شہدا میں
نگہبان اس لئے نہیں بڑھایا کہ پوری امت کو حاضر و ناظر ماننا پڑتا۔ سورہ نسأ
کی آیت وجئنا بك على هولاءِ شهيدا میں بھی یہی حرکت کی ہے کہ گواہ کے
ساتھ نگہبان بڑھا دیا ہے جب کہ دوسرے مفسّرین و مترجمین صرف گواہ مراد لے
رہے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کی ہوئی تفسیر

روح المعانی میں ہے امام احمدؒ وغیرہ نے ابن سعد رضؓ سے روایت نقل کی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایسے پیغمبر آئیں گے جنکے
ساتھ ایک امتی ہوگا اور ایسے پیغمبر آئیں گے جنکے ساتھ دو دو امتی ہونگے
اور ایسے بھی ہونگے ان کے ساتھ اس سے زیادہ امتی ہونگے، پھر ان کی قوم کو
بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کیا ان پیغمبروں نے تم تک احکام پہونچائے تھے
تو وہ کہیں گے نہیں، پھر پیغمبروں سے پوچھا جائے گا کیا تم نے اپنی قوم میں تبلیغ
کی تھی وہ کہیں گے ہاں، پھر ان سے کہا جائے گا تمہارے اس بیان پر کون
گواہ ہے، وہ کہیں گے محمدؐ اور ان کی امت، لہذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو
بلایا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا، کیا ان پیغمبروں نے اپنی قوموں میں
تبلیغ کی تھی، وہ کہیں گے ہاں، پوچھا جائے گا تمہیں کیسے معلوم ہوا، وہ کہیں گے
ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آئے انہوں نے ہمیں خبر دی کہ پیغمبروں نے
تبلیغ کی ہے پس اس واقعہ کو اللہ کے قول میں بیان کیا گیا ہے وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ

اور ایک روایت میں ہے کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا جائے گا اور اُن کی اُمت کے بارے میں پوچھا جائے گا تو وہ صفائی پیش فرمائینگے اور عادل ہونے کی گواہی دیں گے اور اللہ عزوجل کے قول وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا سے یہی مراد ہے۔

جب حدیث سے شہید کے معنی گواہ متعین ہو گئے تو پھر کسی دوسرے معنی کو مراد لینا رسول ؐ سے دشمنی نہیں تو کیا ہے؟۔

ایک شبہ اور اسکا جواب

لغت میں شاہد کا ترجمہ حاضر بھی لکھا گیا ہے اس لئے اگر آیت میں شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر لکھ دیا گیا تو لغت کے اعتبار سے صحیح ہونا چاہئے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ جب ایک دو معنی میں مشترک ہو تو وہی معنی لینے چاہئیں جو اسلامی عقیدہ کے خلاف نہ ہو اور حدیث و اقوال سلف کے مطابق ہوں، اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا حاضر و ناظر نہیں ہے اس لئے شاہد کا ترجمہ حاظر و ناظر کر کے اللہ کی صفت خاص میں پیغمبر کو شریک ماننا کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ تمام مفسرین شاہد کے معنیٰ گواہ لے رہے ہیں اور قرآن مجید میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد و شہید کہا گیا ہے اور امتِ محمدیہ کو شہید کہا گیا ہے جو شاہد کی جمع ہے تو اگر شاہد کے معنی حاضر و ناظر ہوں تو تمام امت کو حاضر و ناظر ماننا پڑتا ہے جو کہ نقل و عقل کے خلاف ہے اور حدیث میں بھی رسول اکرم ؐ اور ان کی امت کو گواہ کہا گیا ہے جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے، اس لئے شاہد کا ترجمہ گواہ متعین ہو گیا شاہد کے ترجمہ حاضر و ناظر کرنے میں قرآن مجید و حدیث اور اقوال سلف کی مخالفت لازم ہوتی ہے جس سے بچنا فرض ہے اور خود خان صاحب نے اپنی تمہید میں شاہد کا ترجمہ اسی مذکورہ آیت کو لکھ کر گواہ کہا ہے، بعد کو جب نیا عقیدہ گھڑا تو ترجمہ بھی نیا تیار کیا اور اپنے لکھے ہوئے کی مخالفت کی۔

ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ترجمہ میں عجیب و غریب تاویلیں

بریلوی فرقہ کی طرف سے علماء دیوبند پر بار بار کہا جاتا رہا ہے کہ پیغمبروں کو بشر اور بھائی کہہ کر توہین کرتے ہیں لیکن جب بریلویوں کے مجدد ترجمہ کرتے کرتے ان آیتوں پر پہونچے جن میں پیغمبروں کو بشر اور بھائی کہا گیا ہے تو عجیب کشمکش اور الجھن میں پڑ گئے کہ اگر صحیح ترجمہ کرتے ہیں تو الزام الٹ کر اپنی طرف آتا ہے اور اگر غلط ترجمہ کرتے ہیں تو اہل علم کو کیا منہ دکھائنگے، اس لئے درمیانی چال چلی کہ ترجمہ میں زائد الفاظ بڑھا دیئے تاکہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

خدا بھی خوش رہے اور بت بھی راضی، کوئی ایسا قرینہ چلتے ہیں۔

بشر کی حقیقت

سورہ کہف کی آخری آیت ہے قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَيَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا — ترجمہ:- تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہے تو اسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔ (ترجمہ رضویہ)

اس ترجمہ پر کئی اعتراض واقع ہوتے ہیں۔ اول یہ کہ قرآن مجید میں انما بشر مثلکم۔ اصل عبارت ہے، معمولی عربی جاننے والا سمجھتا ہے کہ اِنّما حصر کے لئے ہے اور بشر کے معنی آدمی اور مثل کے معنی جیسے اور کم کے معنی تم ہیں اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہوا بس میں تمہارے جیسا آدمی ہوں، اس لئے شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ، ”سوائے اس کے نہیں کہ میں آدمی ہوں مانند تمہارے“ اور شاہ عبد القادر محدث دہلوی کا ترجمہ یہ ہے ”میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم“

ان حضرات کے علاوہ اردو ترجمہ کرنے والوں نے اسی جیسا ترجمہ کیا ہے۔ اس لئے فاضل بریلوی کا ظاہر صورت کی عبارت لانا اور وہ بھی

بھی بریکٹ کے بغیر بہر حال غلط ہے، اور دوسری ظاہر صورت بشری میں پیارے پیغمبر دوسرے انسانوں کے مانند انسان ہیں مگر حقیقت میں کیا ہیں یہ نہیں تبلایا، اگر انسان کے علاوہ فرشتہ یا کوئی مخلوق مانا جائے تو توہین ہوتی ہے، کیونکہ انسان تمام مخلوقات سے درجہ میں بلند ہے اس لئے سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر میں بشر ہیں مگر حقیقت میں خدا ہیں، جیسا کہ بعض لوگوں نے لکھ بھی دیا ہے میلاد گوہر صلے پر لکھا ہے ے

میم سے تو نے چھپایا راز کو اپنے تمام ؛ اے احد احمد کی صورت میں نہاں تو ہی تو تھا
لوگ کہتے ہیں کہ رخ پہ تھی پڑی اک نقاب ؛ شکل احمد میں مگر دیکھا گیا تو ہی تو تھا

اور صفحہ ۳ پر ہے ے

ادب سے زباں تھام کر رہ گیا   حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے

اور میلاد اکبر میں ہے ے

ندا تھی کہ سرکار تشریف لاؤ   دو عالم کے مختار تشریف لاؤ
زمیں کو بھی عزت ہو عرش علیٰ کی   دکھا جاؤ بندوں کو صورت خدا کی

ان شعروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا اوتار ظاہر کیا گیا ہے اگر فاضل بریلوی اس کو تسلیم نہیں کرتے تو انہوں نے ترجمہ میں "ظاہر صورت"، کے الفاظ کیوں بڑھائے۔؟

اگر کوئی صاحب کہہ دیں کہ ظاہر صورت اس لئے بڑھا گیا ہے تاکہ کوئی یہ دھوکہ نہ کھا جائے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی پناہ بالکل دوسرے انسانوں کے مانند کمالات سے خالی تھے، یہ کہنا جہالت ہے کیونکہ جن کا قرآن مجید پر ایمان ہے وہ آپ کے فضائل کی آیات پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جس کا ایمان نہیں ان کیلئے یہ وضاحت بیکار ہے۔

سوال ہوتا ہے کہ اگر ترجمہ میں صرف بشر ہے آتے تو حرج کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنا کافروں کا طریقہ تبلا

چکے ہیں اور رسول اکرم ﷺ کو مثل باری تعالیٰ کائنات وجنت ودوزخ رزق وغیرہ کا مالک وقاسم بنا چکے ہیں اور حضور ﷺ کو اپنا مجازی رب اور اپنے کو ان کا بندہ لکھ چکے ہیں۔ اور بعض معتقد تو کھلے طور بشریت سے انکار کر چکے ہیں، اسی گروہ کے ہمنوا راز الہ آبادی کہتے ہیں ؎

مجھے کہہ سکوں بشر میں یہ کہاں مری حقیقت
میں زمیں پہ پھر رہا ہوں تری عرش تک رسائی

اور بقول خود اسیر محبوب سگ حشمتی محمد احمد ماہر قادری ایڈیٹر، نوری کرن بریلی، اپنے مجموعۂ کلام "حریم نور" میں کہتے ہیں ؎

محمد مصطفیٰ کی شان رفعت اور ہی کچھ ہے
بظاہر تو بشر ہیں وہ حقیقت اور ہی کچھ ہے
پردہ میم ہٹ گیا وصل حبیب ہو گیا
نور سے نور جا ملا صل علیٰ محمد

ان لوگوں نے ذاتی وعطائی کی منطق کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی کے درجہ تک پہونچا دیا ہے، جس سے آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا تھا مشکوٰۃ کے باب المفاخرت میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسا عیسیٰ ابن مریم کو نصاریٰ نے بڑھا دیا، سو میں اس کا بندہ ہوں تم کہو اللہ کا بندہ، اس کا رسول، چونکہ کوئی امتی آپ ﷺ کا درجہ عقیدت میں گھٹا نہیں سکتا بڑھانے کا خطرہ تھا اس لئے اس سے روکا۔

لفظ بھائی کی بحث

پ۱۹ سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ۔ ترجمہ:۔ (ترجمہ رضویہ) نوح ؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے ہم قوم نوح نے کہا، کیا تم ڈرتے نہیں،، اور آگے

اخوہم ھود. کا ترجمہ ,, ان کے ہم قوم ہود،، اور اخوھم لوط، کا ترجمہ ,, ان کے ہم قوم لوط، لکھا ہے اخ کا ترجمہ ,, بھائی ،، ہے جیسے تمام ترجمہ کرنے والوں نے لکھا ہے، مگر بریلوی کے مجدد پیغمبروں کو بھائی کہنا توہین قرار دے چکے ہیں اس لئے قرآن پاک میں اخ کا ترجمہ ہم قوم کیا ہے جو محض جاہلوں اور کم علموں کو دھوکا دیتا ہے ورنہ ہر صاحب علم جانتا ہے کہ اگر پیغمبر کو بھائی کہنا توہین ہے تو ہم قوم یعنی اپنی قوم بتلانا بھی توہین ہونا چاہئے، کیا کوئی بریلوی بھائی اس کا حل بتا سکتے ہیں کہ پیغمبروں کو مولوی احمد رضا خاں نے کافروں کا ہم قوم کیوں بنایا، اور جب ایک قوم ایک برادری اور بھائی چارگی سب مترادف الفاظ ہیں، تو اگر بھائی کہنے میں توہین ہے تو پیغمبر کو ان کی کافر قوم کا ایک شخص بتلانا توہین کیوں نہیں ہے اسی کو کہتے ہیں گڑ کھائیں گلگلوں سے پرہیز۔

سورہ فتح کی آیت ہے

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا وَيَنصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا

بے شک ہم نے تمہارے لئے روشن فتح فرمادی تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے اور اپنی نعمتیں تم پر تمام کردے اور تمہیں سیدھی راہ دکھادے اور اللہ تمہاری زبردست مدد فرمائے (ترجمہ رضویہ)

اس ترجمہ میں لكَ کے لام کو سببیہ مان کر ,, تمہارے سبب سے ،، کہنا درست ہو سکتا ہے، مگر مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاخر میں، گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے، الفاظ کا ترجمہ صحیح نہیں ہے اور مفہوم بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جب سب اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف ہی ہوگئے تو سب جنتی ہو گئے، کسی کی تخصیص بھی مترجم نے نہیں کی ہے۔ پھر جہنمی کوئی نہ ہوگا اس لئے صحیح ترجمہ ومفہوم وہی ہے جو دوسرے مترجمین اور مفسرین نے اختیار کیا ہے

شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کا ترجمہ

تحقیق فتح دی ہم نے تجھ کو فتح ظاہر کہ بخشے واسطے تیرے خدا جو کچھ ہوا تھا پہلے گناہوں تیرے سے اور جو کچھ پیچھے ہوا ،،
دیکھئے شاہ صاحبؒ نہ تو لام سببیہ مان رہے ہیں اور نہ اگلوں اور پچھلوں کے گناہ مراد لے رہے ہیں۔

شاہ عبد القادر محدث دہلویؒ کا ترجمہ

،، ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ کرنا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہوئے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے ،، اس جیسا ترجمہ دوسرے حضرات نے بھی کیا ہے

ایک اعتراض اور اسکا جواب

اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے پیغمبر گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں، پھر تمام پیغمبروں کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمانا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ بخشے گئے کس لئے ہے۔ جب گناہ ہونے ہی نہیں تو بخشے جانے کا کیا سوال، اس اعتراض کا جواب دینے کے لئے وہ طریقہ غلط ہے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اختیار کیا ترجمہ میں تبدیلی کر دی۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ لفظوں کا ترجمہ ٹھیک لکھا جائے پھر تفسیر میں وضاحت کر دی جائے کہ یہاں گناہ سے کیا مراد ہے جیسا کہ دوسرے علمائے کرام نے کیا ہے۔

تفسیر سعدی کا بیان

ماتقدم من ذنبك وماتاخر جميع مافرط من مايصح ان يعاتب عليه
یعنی اگلے اور پچھلے گناہ سے مراد وہ تمام ایسے کام ہیں جن میں آنحضرتؐ سے اس

قسم کی کمی رہی ہو، جس پر عتاب خداوندی ہو سکتا ہو صاحب حاشیہ بیضاوی اسکی وضاحت کرتے ہیں، قسطلانی میں بھی ایسا ہی ہے،، اور شیخ عبدالحق دہلوی رح نے فرمایا ہے کہ اس کی بہت سی توجیہیں ہیں جنہیں علامہ سیوطی نے ایک مستقل رسالہ میں جمع کر دیا ہے اور سب سے اچھی اور بنیادی توجیہ یہ ہے کہ آیت نبی اکرم ﷺ کی عظمت بڑھانے کیلئے ہے اسلئے نہیں کہ آپؐ سے کوئی گناہ ہو سکتا ہے (عربی سے ترجمہ)

غرض کہ مذکورہ اعتراض کا جواب دیا جائے گا کہ آیت میں گناہ سے مراد وہ کام ہیں جو خلاف اولیٰ ہیں جن پر دوسروں کی گرفت ہو سکتی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے خلاف اولیٰ کام ہو جانے پر گرفت نہیں ہوگی، آپؐ کے لئے سب معاف ہے یا یہ جواب دیا جائے کہ یہاں گفتگو فرضی و تقدیری طور پر ہے کہ حضورؐ سے گناہ نہیں ہو سکتے، اور اگر بفرض محال مان بھی لیا جائے تو آپؐ کے لئے سب معاف ہے اور یہ کہ معافی کا وہ مقام بلند ہے جو حضور اکرم ﷺ کے سوا کسی کو حاصل ہوا نہ ہوگا

نبی کا ترجمہ اور مسئلہ علم غیب

نبی کا ترجمہ خان صاحب نے ہر جگہ" اے غیب کی خبر دینے والے (نبی) کیا ہے ہو سکتا ہے کہ کسی لغت میں نبی کے معنی غیب کی خبر دینے والے لکھے ہوں، مگر شریعت کی اصطلاح میں نبی اللہ کے ایسے بندے کو کہتے ہیں جس پر وحی اترتی ہو اسے مستقل کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو۔ اور رسول اس نبی کو کہتے ہیں جس پر کتاب بھی نازل ہوئی ہو اب خاں صاحب کو شرعی اصطلاح سے ضد تھی تو نبی کا ترجمہ نبی ہی کر دیتے یا پھر بریکٹ میں نبی نہ لاتے۔

جب نبی کا ترجمہ غیب کی خبر دینے والا ہے پھر اصل لفظ کی کیا ضرورت باقی رہی مگر یہاں اپنا یہ مصنوعی عقیدہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر رہتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم کان و مایکون ہیں عالم الغیب عطائی ہے۔ اس ذاتی و عطائی کے طلسم نے بھی کیا ہی حرکت کے دروازے کھولے ہیں، کوئی ان سر پھروں سے پوچھے کہ ذاتی علم غیب تو غیر خدا کو ہو ہی نہیں سکتا، پھر قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ مضمون کیوں

بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی علم غیب نہیں رکھتا۔ ظاہر ہے اس سے علم غیب کلی عطائی کا انکار مقصود ہے۔

اصل حقیقت حقیقت یہ ہے کہ عالم الغیب اللہ کی صفت ہے کسی دوسرے کیلئے اس صفت کا استعمال درست نہیں ہے اور غیبی خبروں کا یہ الگ مسئلہ ہے۔ اللہ کے پیغمبر بطور معجزہ غیبی خبریں اللہ کے حکم و اجازت سے تبلاتے ہیں اور معجزہ کسی پیغمبر کا اپنا فعل نہیں ہوتا۔ معجزہ اللہ کا فعل ہوتا ہے جو پیغمبر کے ہاتھوں سے کروایا جاتا ہے۔ اس لئے معجزہ کی وجہ سے کسی پیغمبر میں خدائی صفت ماننا صحیح نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ ع کے حکم سے بطور معجزہ مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اسکی وجہ سے حضرت عیسیٰ ع کو محی الموتیٰ یعنی مردوں کو زندہ کرنیوالا نہیں کہینگے۔ مردوں کو زندہ کرنا اللہ کا کام ہے اللہ تعالیٰ محض اپنی قدرت ظاہر کرنے اور اپنے پیغمبروں کی عظمت دکھانے کیلئے معجزہ ظاہر کرواتا ہے۔ بعض غیب کی اطلاع بھی بطور معجزہ کسی وقت کسی پیغمبر کو جزئی طور پر دیدی جاتی ہے۔ اس سے علم غیب کی کلی دائمی ہمہ وقتی کا مستقل دعویٰ کرنا عقل و نقل کے صریح خلاف ہے اسی لئے ایسا دعویٰ کرنے والوں کے دعوؤں میں تضاد پایا جانا ہے (علم غیب کا معجزہ ہونا تفسیر کبیر میں لکھا ہے)

مثال کے طور پر ایک تضاد ملاحظہ فرمائیے۔ سورہ والضحیٰ کے ترجمہ رضویہ ص۹۰۲ پر مولوی نعیم الدین کے حاشیہ ۲ پر لکھا ہے ،، اور غیب کے اسرار آپ پر کھول دئے اور علوم ماکان و مایکون عطا کئے،، یہ سورہ مکہ معظمہ میں حضور اکرم پر نازل ہوئی تھی۔ جب اسکی تعبیر میں بیان کیا کہ علوم غیب آپکو دیدئے گئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ آپ مکہ معظمہ میں ہی عالم الغیب ہو چکے تھے مگر مولوی ارشد القادری رضوی صاحب کا بیان ہے ،، آپکو ۲۳ سال کی مدت میں بتدریج علم غیب کلی حاصل ہوا ،،

اب بریلوی مسلک والے اپنے صدر الافاضل کا دعویٰ تسلیم کرتے ہیں یا خطیب مناظر قادری صاحب کا

دل کو ہم روئیں یا جگر میرؔ میری دونوں سے آشنائی ہے

عجیب لطیفہ بریلوی حلقہ کے لوگ حضور م کو عالم ماکان و مایکون اور عالم الغیب

کلی عطائی ماننے کو تعریف سمجھتے ہیں، اور دوسروں پر الزام لگاتے ہیں کہ وہ خدا کی صفت عالم الغیب رسول اکرم ﷺ کیلئے استعمال نہ کر کے توہین رسالت کر رہے ہیں، پناہ بخدا۔ مگر خود ہی انکے مولوی نعیم الدین صاحب ہر مومن کیلئے علم غیب مانتے ہیں، ترجمہ رضویہ کے حاشیہ ص۳۵ پر لکھتے ہیں

غیب وہ ہے جو حواس و عقل سے بذیہی طور پر معلوم نہ ہو سکے اسکی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہ ہو یہ علم غیب ذاتی ہے اور یہی مراد ہے آیت عندہ مفاتح الغیب الخ میں اور ان تمام آیات میں جن میں علم غیب کی غیر خدائی سے نفی کی گئی ہے اس قسم کا علم غیب یعنی ذاتی جس پر کوئی دلیل نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، غیب کی دوسری قسم وہ ہے جس پر دلیل ہو جیسے صانع عالم اور اسکے صفات اور نبوات اور اسکے متعلقات، احکام و شرائع اور روز آخر اور اسکے احوال بعث و نشر، حساب، جزا وغیرہ کا علم جس پر دلیلیں قائم ہوں، اور جو تعلیم الٰہی سے حاصل ہوتا ہے، یہاں یہی مراد ہے اس دوسری قسم کے غیوب سے جو ایمان سے علاقہ رکھتے ہیں انکا علم و یقین ہر مومن کو حاصل ہے اگر نہ ہو آدمی مومن نہ ہو سکے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں انبیاء اولیاء پر جو غیوب کے دروازے کھولتا ہے وہ اسی قسم کا غیب ہے۔

اس عبارت میں جس قسم کے علم غیب کو انبیاء اولیاء کے لئے مانا گیا ہے اسے ہر مومن کیلئے عام کہا گیا ہے جو کہ ایک امر واقعہ ہے اسکا انکار کون کرتا ہے اگر ایسا ہی علم غیب عالم الغیب کہکر ثابت کیا جاتا ہے پھر تو نزاع محض لفظی و رسمی و اصطلاحی رہ جاتا ہے، نزاع حقیقی کی بنیادوں پر اپنے ہاتھوں سے تیشہ چلا دیا ہے، فالحمد للہ علی ذالک لیکن دوسرے بریلوی مولوی صاحبان اس کے خلاف کہکر گمراہی پھیلاتے رہتے ہیں۔

ظلم الطلیعہ ،،مولوی،، احمد رضا خاں بریلوی سورۂ والضحیٰ کی آیت وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کا ترجمہ کرتے ہیں،، اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی،، اور سورۂ شعرا رکوع ۲ کی آیت ۲۰،۱۹ کا ترجمہ کرتے ہیں ،،موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جب کہ مجھے راہ کی خبر نہ تھی،،

ضلالت کے دونوں معنی صحیح ہیں، محبت کی وارفتگی اور راہ سے بے خبری ہمیں یہاں

دکھانا یہ ہے کہ حضرت محمدؐ کے لئے ضالًا کا ترجمہ محبت کی وارفتگی کرکے اور حضرت موسیٰؑ کیلئے ضالین کا ترجمہ راہ سے بے خبری کر کے دورخی کیوں اختیار کی ہے تمام پیغمبروں کی محبت و عظمت فرض ہے، مگر ایسا نہیں کہا جاسکتا کہ ایک جملہ ایک پیغمبر کے حق میں توہین ہو اور دوسرے کے حق میں تعریف ہو، محبت وایمان کا تقاضہ یہ تھا کہ دونوں جگہ یکسانیت اختیار کرتے ورنہ ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں، جکو اپنا سمجھا ان کیلئے الفاظ بھی اپنائیت کے لائے اور جن کو غیر سمجھا ان کے لئے اپنائیت نہیں پسند کی۔

ترجمہ رضویہ اس قسم کی تلبیسات سے بھرا پڑا ہے، چند مثالیں اندازہ لگانے کیلئے لکھی گئیں، پڑھنے والے خود فیصلہ کرلیں کہ جو شخص قرآن مجید کے کسی ایک مقام پر بھی تحریف و تلبیس معنوی سے کام لے اسکے ترجمہ کا اعتبار ختم ہوجاتا ہے، اور اگر جان بوجھ کر قصدًا عمدًا ایسا کیا ہے پھر تو ایمان کی بھی خیر نہیں۔ العیاذ باللہ

تفسیر نعیمی کی حقیقت

ترجمہ رضویہ کے تفسیری حاشئے بریلویوں کے صدر الافاضل مولوی نعیم الدین مرادآبادی نے لکھے ہیں جنمیں بہت سی بدعتوں اور فضول رسموں کو قرآن مجید سے ثابت کرنیکی کوشش کی ہے، یہ تفسیر تحریف معنوی کا اعلیٰ نمونہ ہے اگر کسی شخص کو یہ اندازہ لگانا ہو کہ یہودیوں نے توریت میں اور عیسائیوں نے انجیل میں کیسے تحریف کردی تھی تو وہ اس تفسیر نعیمی کے چند صفحات پڑھ کر دیکھ لے ؎

گر ہمیں مفتی و ہمیں ملاّ ٭ کار ایماں تباہ خواہد شد

ہمیں اتنی فرصت نہیں ہے کہ ان خرافات کی تردید لکھیں اور نہ اسکی خاص ضرورت ہے صرف حقیقت واضح کرنیکیلئے ایک دو مثالوں پر قناعت کرتے ہیں۔ ع

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

خدا کے سوا غیر سے استعانت

قرآن مجید کی پہلی سورت میں آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پر جب مفسر صاحب پہونچے سخت حیرت میں پڑگئے کہ اب کیا کریں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تعلیم دے رہا ہے کہ روز اسطرح اقرار کیا کریں اِیَّاکَ نَعْبُدُ اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور یہاں حال یہ ہے

کہ اللہ کے علاوہ بے شمار تقدیر ساز، فریادرس مشکل کشا، حاجت روا، اولاد دینے والے رزق دینے والے بلائیں دور کرنے والے مان رکھے ہیں جنکو دور سے بھی اس یقین کیساتھ پکارتے ہیں کہ وہ ہماری فریاد سنیں گے جنکے نام پر نذر و منت چڑھاتے ہیں، جانور چھوڑتے ہیں جنکی قبروں کے آگے سر جھکانے کو عقیدت کا کمال سمجھتے ہیں، ان تمام خلاف شریعت عقیدوں اور عملوں کی جڑیں اس آیت سے کٹ گئیں، اور شرک کی پوری عمارت گر پڑی، اور پورا دین و مذہب ختم ہونے لگا جسکی پابندی ہر فرض سمجھنے کی وصیت فرمائی گئی ہے اور جسمیں بزرگوں کے عقیدہ و محبت کے نام پر انہیں خدائی صفات میں شریک سمجھا گیا ہے اسلئے تفسیر کیے بجائے مغالطہ بازی سوجھی تحریر کرتے ہیں۔

ایاک نستعین میں یہ تعلیم فرمائی ہے کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ کیساتھ خاص ہے حقیقی مستعان وہی ہے۔ باقی آلات و خدام و احباب وغیرہ سب عون الٰہی کے مظہر ہیں بندے کو چاہئے کہ اس پر خود نظر رکھے اور ہر چیز میں دست قدرت کو کارکن دیکھے اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء و انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے عقیدۂ باطلہ ہے کیونکہ مقربان حق کی امداد امداد الٰہی ہے استعانت بالغیر نہیں اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیہ نے سمجھے تو قرآن پاک میں اعینونی بقوۃ اور استعینوا بالصبر والصلوۃ کیوں وارد ہوتا اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم دی جاتی۔ (حاشیہ سورۂ فاتحہ)

اس عبارت میں مغالطہ بھی ہے فریب بھی ہے اور جذبات کو بھڑکانے کیلئے دوسروں پر طعن بھی ہے۔

مغالطہ ۱ معمولی عربی سمجھنے والا جانتا ہے کہ ایاک نستعین میں حصر ہے جیسا کہ ایاک نعبد میں ہے اسلئے جسطرح عبادت صرف اللہ کی ہو سکتی ہے اللہ کے سوا دوسرے کی عبادت شرک ہے ایسے ہی استعانت بھی اللہ سے ہونی چاہئے جب عبادت و استعانت کو ایک جیسی عبادت سے اللہ کیساتھ کہا گیا ہے تو یہ فرق کیوں ہے کہ عبادت تو واسطہ سے ہو یا بے واسطہ وہ خدا کے غیر کی شرک کہی جائے اور استعانت اللہ کے غیر سے اگر واسطہ سے ہو جائز مانی جائے اگر اللہ کے غیر سے استعانت بواسطہ جائز ہے تو اللہ کے غیر کی عبادت بھی بواسطہ جائز مان کر بت پرستوں کا یہ نظریہ اہل بدعت کو مان لینا چاہئے کہ بت صرف توجہ کا ذریعہ اور بھگوان کا روپ ہیں ورنہ اصل معبود تو ایک پرماتما ہی ہے جب یہ بت پرستی کا نظریہ غلط ہے تو قبر پرستی کا نظریہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے ورنہ اقبال کا یہ قول صحیح ماننا پڑے گا ؎

ہوں نکو نام جو قبروں کی تجارت کرکے | کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے
بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے گر ہیں | تھا ابراہیم پدر اور پسر آزر ہیں

مغالطہ ۱۲ جب مقربانِ حق کی امداد اللہ کی امداد ہے اور غیر کی مدد نہیں ہے کیونکہ وہ فنافی اللہ ہیں خدا کے غیر نہیں ہیں تو ان کی عبادت بھی جائز ہونی چاہئے اسے غیر کی عبادت نہ کہنا چاہئے شاید اسی لئے نماز غوثیہ ایجاد کیگئی ہے جسمیں عراق کی جانب چل کر بڑے پیر رحمۃ اللہ علیہ سے استغاثہ کیا جاتا ہے آہستہ آہستہ دوسری عبادتیں بھی ایسی تاویلوں سے پیروں کے نام پر ہو سکتی ہیں کی جانے لگیں

مغالطہ ۱۳ کوئی شخص راستہ چلتے بھٹک جائے اور کہے اے بندو میری امداد کرو، مجھے راستہ بتلا دو یا کوئی پیاسا کسی سے پانی مانگے یا کوئی بیمار کسی حکیم سے کہے مجھے سہارا دو آتیہ میں استعانت مراد ہی نہیں ہے اور نہ یہ شرک ہے، اسباب عادیہ میں بھی اگرچہ سبب میں تاثیر پیدا کرنیوالا اللہ ہی ہے مگر قانونِ قدرت یہ ہے جسپر زندگی قائم ہے کہ مل جل کر ایک دوسرے کے کام آئیں اور سہارا بنیں۔ اسی قسم کی مدد ذوالقرنین نے اعینونی کہہ کر مانگی تھی کہ سامان میرے پاس ہے تم لوگ محنت سے امداد کرو تاکہ یاجوج اور ماجوج کے راستہ میں دیوار کھڑی کی جا سکے اس واقعہ کو امور غیر عادیہ میں خدا کے غیر سے مدد مانگنے کی دلیل میں پیش کرنا جہالت ہے یا مغالطہ۔

مغالطہ ۱۴ دِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ کو دلیل میں پیش کرنا بھی ایک مغالطہ ہے، نماز روزہ اللہ کی عبادتیں ہیں، انکو اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا غیر کی استعانت نہیں ہے پھر یہ بھی تو سوچیں کہ یہ کون کہتا ہے۔ لئے نماز میری مدد کر، اے روزہ میری مدد کر جیسے کہتے ہیں کہ اے خواجہ میری بگڑی بنا دو، یا حسین بیڑا پار لگا دو، اور سمجھتے ہیں کہ ہماری فریاد کو حضرت خواجہ یا حضرت حسین یہاں سے بھی سنتے ہیں اور مدد کرینگے اسکو جائز کرنے کیلئے نماز، روزہ کے ذریعہ استعانت پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق کی بدترین مثال ہے۔

مغالطہ ۱۵ یہ کہنا کہ حدیثوں میں اللہ سے مدد مانگنے کی تعلیم ہے محض افتراء ہے، مشکوٰۃ شریف باب التوکل میں واضح حدیث موجود ہے، اذا استعنت فاستعن باللہ جب مدد چاہو تو اللہ سے مدد چاہو آخر میں یہ کہکر کہ وہابیہ کا بیان کیا ہوا مطلب صحیح نہیں ہے طنز و طعن سے کام نکالنا چاہتے مذکورہ بالا وضاحت سے ثابت ہو گیا ہے کہ مطلب وہی صحیح ہے جو علمائے ربانی بیان کرتے ہیں یعنی کہ امور غیر عادیہ میں اللہ کے غیر سے مدد مانگنا شرک ہے، اہلِ بدعت کی تاویلیں ضرور جہالت ہیں حضرت بڑے پیر فرماتے ہیں .... یعنی کل حاجتوں کو خدا پر چھوڑ دو اور تمام خلقت سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف جھک جاؤ۔ ترجمہ فتوح الغیب)

قرآن پر ظلم

عجیب و غریب تحقیق تفسیر نعیمی میں یہ عجیب حیرت میں ڈالنے والا اجتہاد کیا گیا ہے کہ عوام میں اکثر رسمیں (تیجہ، چالیسواں، گیارہویں، وغیرہ) قرآن مجید سے ثابت کی گئی ہیں، تاریخ اسلام سے معمولی واقفیت رکھنے والے کو بھی معلوم ہے کہ غمی و شادی کے موقعوں پر کیجانیوالی فضول رسمیں اور بدعتیں سب بعد کے زمانوں کی نکلی ہوئی ہیں، یا غیر قوموں کی پیروی کے اثر سے مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں، صحابہ کرام رضؓ اور فقہاء کرامؒ کے مبارک زمانہ میں ان رسوم و بدعات کا رواج ہی نہ تھا اسلئے فقہ کی کتابوں میں ان رسوم و بدعات کے طریقے نہیں بیان کئے گئے، اگر یہ رسومات و بدعات قرآن مجید سے ثابت تھیں تو صحابہ کرامؓ و ائمہ دین نے انکو کیوں نہیں سمجھا اور ان پر کیوں نہ عمل کیا؟ اس زمانے کے مولویوں کو کیا قرآن و حدیث سمجھنے کی صلاحیت (خدا کی پناہ) ان پاک بزرگوں سے زیادہ ہے۔

بہر حال ترجمہ رضویہ اور حواشی نعیمیہ میں تلبیسات و مغالطات بہت ہیں، اسلئے علماء کرام کے حلقوں میں انہیں کوئی مقبولیت حاصل نہیں ہے اور نہ ایسا ترجمہ و تفسیر خدا تعالیٰ کے یہاں مقبول ہو سکتا ہے جسمیں خدا تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں صحابہ کرامؓ کے مسلک کی مخالفت کی گئی ہو اسلئے مسلمانوں کو اس قسم کے ترجموں اور تفسیروں سے ہوشیار رہنا چاہئے جنکے لکھنے والے شریعت کے معیار بنانے کے بجائے اس قسم کے دعوے کریں کہ

زمانے میں ہیں اگرچہ آخر ہوا ؎ وہ لایا جو اگلوں سے ممکن نہ تھا
خدا سے کچھ اس میں اچنبھا نہ جان کہ ایک شخص میں جمع ہو کل جہاں

(حسام الحرمین از مولوی احمد رضا خاں)

ہمیں انہیں عقائد و اعمال کو ماننا چاہئے جو اگلوں (پیغمبروں، صحابہ کرامؓ ائمہ دینؒ اولیاء عظام) سے ثابت ہیں

آخری نصیحت حضرت یحییٰ معاذ رازی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ ان قسم کے لوگ سے بچو۔ (۱) علماء غافلین یعنی آخرت سے بے فکر دنیا کے لالچی عالموں سے (۲) قرائے مداہنین سے یعنی دین کے حکموں کے بیان کرنے میں سستی کرنیوالے، قرآن جاننے والوں سے (۳) متوصفہ جاہلین، یعنی جاہل صوفیوں سے .... حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص صاحب بدعت سے محبت رکھیگا اللہ تعالیٰ اسکا عمل ضبط (بیکار) کر دیگا اور اسکے قلب سے ایمان کا نور نکل جائے گا۔

اے اللہ ہم سب کو اپنے پیغمبر اور انکی پیروی کرنے والے بزرگوں کی سچی محبت اور اچھی طاعت کی توفیق نصیب فرما، اے باری تعالیٰ جنہوں نے دین کو سمجھا اور اسپر چلنے چلانے کی توفیق بخشنے جن سے تجھے محبت ہے، انکی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے اور جن سے تو ناراض ہے ہمیں ان سے بچا

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب. وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على جميع الانبياء والمرسلين خصوصا على محمد خاتم النبيين وعلى آله